

## 114158-کنیت رکھنے کے متعلق احکام، مسائل اور علمی نکات

سوال

ہمارے ہاں ہندوستان میں چھوٹی چھوٹی بیجوں کے نام کنیت پر رکھ دیتے ہیں، مثلاً: ام ہانی، ام سلمہ وغیرہ تو کیا یہ صحیح ہے؟

پسندیدہ جواب

اول:

یہ اچھی بات ہے کہ مسلمان شرعی احکامات پر بھرپور توجہ دے اور جزویات کی تفصیلات میں بھی شرعی احکامات جان کر عمل کرے، یہی عمل توجہ کا اصل شرہ ہے، چنانچہ کنیت کے حوالے سے کچھ مسائل میں جن پر خصوصی توجہ ہونا لازم ہے، ہم انہیں یا ان کے سوال کا تفصیلی جواب دیں گے، اور کچھ وضاحت بھی پیش کریں گے:

- کنیت، ہر وہ نام جس کا آغاز "ابو" یا "ام" سے ہو، جبکہ اسم اور لقب کا آغاز ان سے نہیں ہوتا۔
- کنیت کے ذریعے ہمیشہ مطابق کی مدد اور توصیف ہوگی، جبکہ لقب مذمت اور تعریف دونوں کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔
- اگر کوئی فاسق، کافر اور بد عقی بھی ہو تو اس کی کنیت بھی پکاری جاسکتی ہے کہ اگر انہیں کنیت کے علاوہ کسی اور نام سے پہچانا ہی نہیں جاتا، یا کنیت تب بھی لی جاسکتی ہے جب کوئی مصلحت ہو، یا ان کے ناموں میں شرعی قباحت ہو تو ان کی کنیت پکاری جاسکتی ہے۔ چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے: **(عَنْتَ يَهُدُّ أَلِيَّ تَبِّعُ وَتَبَّ)**۔ ترجمہ: ابواب کے دونوں ہاتھ تباہ ہوئے، اور وہ خود بھی تباہ ہو گیا۔ [السد: 1]

نام نووی رحمہ اللہ کستے ہیں:

"باب ہے کافر، بد عقی اور فاسق کو کنیت کے ساتھ پکارنے کے بارے میں کہ جب اسے کنیت کے ساتھ ہی پہچانا جاتا ہو، یا نام کے ذکر سے کسی خرابی کا خدشہ ہو، اسی تناظر میں فرمان باری تعالیٰ ہے: **(عَنْتَ يَهُدُّ أَلِيَّ تَبِّعُ وَتَبَّ)**۔ ترجمہ: ابواب کے دونوں ہاتھ تباہ ہوئے، اور وہ خود بھی تباہ ہو گیا۔ [السد: 1] ابواب کا نام عبد العزی تھا، کما جاتا ہے کہ وہ صرف کنیت کے ساتھ ہی مشور تھا، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ چونکہ اس کا نام بت کے نام پر تھا اس لیے نام نہیں بیا گیا۔۔۔ میں [نام نووی رحمہ اللہ] کہتا ہوں کہ: حدیث میں ابوطالب کی کنیت کا ذکر کرنی بارہ ہوا ہے، ان کا نام عبد مناف تھا، اسی طرح صحیح حدیث میں ایک کافر کی کنیت کا ذکر کیوں ملتا ہے کہ: (یہ ابو رغال کی قبر ہے) اس سے ثابت ہوا کہ کافروں کی کنیت کا ذکر احادیث میں موجود ہے، تو یہ سب صورتیں وہی استثنائی میں ہیں جن کا ہم نے باب کے عنوان میں مذکورہ کیا ہے، اگر ان میں سے کوئی وجہ بھی نہ پائی جائی تو صرف نام ہی ذکر کیا جاتا ہے۔ "ختم شد **"الاذکار"** (ص 296)"

- کنیت رکھتے ہوئے یہ لازم نہیں ہے کہ اولاد کے نام پر بھی کنیت ہو، بلکہ ایسا بھی ممکن ہے کہ کسی جامد چیز یا حیوان کی طرف نسبت کر کے کنیت پکاری جائے، جیسے کہ "ابو تراب" اور حیوان کی مثال میں "ابو حمر" یا "ابو ہریرہ" شامل ہیں۔
- کنیت کے لیے یہ لازم نہیں ہے کہ صاحب اولاد کی کنیت میں نسبت اولاد کی طرف ہی ہو، اس کی مثال: "ابو بحر صدیق" ہیں، حالانکہ آپ کی اولاد میں سے کوئی بھی "بحر" نامی بیٹا نہیں ہے۔
- یہ ضروری نہیں ہے کہ صاحب اولاد کی کنیت بڑے بیٹے کے نام پر ہو، اگرچہ افضل یہی ہے کہ بڑے بیٹے کے نام پر کنیت رکھی جائے۔

سیدنا ہانی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ جب اپنی قوم کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری قوم کے لوگوں کو سنا کہ وہ کسی کو ابو الحکم کنیت کے ساتھ پکار رہے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلا کر پوچھا: (یقیناً اللہ تعالیٰ کی ذات "ا حکم" ہے وہی فیصلے بھی کرتا ہے اور اسی کا حکم چلتا ہے، تمہاری کنیت ابو الحکم کیوں ہے؟) تو اس نے کہا: میرے قوم میں جب کسی چیز پر اختلاف ہو جاتا تو وہ میرے پاس فیصلے کے لیے آتے، میں ان میں فیصلہ کر دیتا ہوں جسے دونوں فریقین مخو شی قبول کر لیتے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (یہ توبت اپھا عمل ہے، تو کیا تمہاری کوئی اولاد ہے؟) اس نے کہا: میرے بچوں کے شریع، مسلم، اور عبد اللہ نام ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (ان میں سے سب سے بڑا کون ہے؟) تو میں نے کہا: شریع، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (تم ابو شریع ہو) اس حدیث کو ابو داود: (4955) اور نسائی: (5387) نے روایت کیا ہے اور ابیانی نے اسے صحیح ابو داود میں صحیح قرار دیا ہے۔

دانیٰ فتویٰ کیمیٰ کے علمائے کرام سے پوچھا گیا: کیا کسی کی چھوٹے بیٹے کے نام پر کنیت رکھ کر اسی کنیت پر اسے پکارنا جائز ہے؟ کیونکہ بڑا بیٹا، بچپن میں ہی فوت ہو گیا تھا؟

تو انہوں نے جواب دیا:

"افضل یہی ہے کہ انسان کی کنیت بڑے بیٹے کے نام پر ہو، چاہے بیٹا زندہ ہو یا فوت ہو چکا ہو، اور اسی کنیت کے ساتھ اسے پکارا جائے، لیکن اگر کوئی اسے چھوٹے بیٹے کے نام پر کنیت رکھ کر پکارے تو اس میں کوئی گناہ نہیں ہے، چاہے بڑا بیٹا زندہ ہو یا فوت ہو چکا ہو۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق دے، اور اللہ تعالیٰ ہمارے نبی محمد، آپ کی آل اور صحابہ کرام پر رحمت و سلامتی بازل فرمائے۔" ختم شد "فتاویٰ الجبیہ الدائمة" (487/11)

#### • صاحب اولاد کی کنیت بیٹی کی طرف نسبت کرتے ہوئے بھی رکھی جا سکتی ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں: "باب ہے بیان جواز میں کہ مرد کی کنیت ابو فلاں یا ابو فلاں، اور عورت کی کنیت ام فلاں یا ام فلاں ہو سکتی ہے۔ یہ بات ذہن نشین کر لو کہ ان تمام صورتوں میں کوئی پابندی نہیں ہے، صحابہ و متابین اور ترجیع متابین وغیرہ پر مشتمل امت کے افضل ترین سلف صاحبین میں سے متعدد افضل کی کنیت بچپن کے نام پر تھیں، مثال کے طور پر: سیدنا عثمان بن عفان کی تین کنیت تھیں: ابو عمرو، ابو عبد اللہ اور ابو لیلی۔ اسی طرح سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ اور آپ کی ابیہ کی کنیت ام درداء کبریٰ تھی۔۔۔" ختم شد "الاذکار" (ص 296)

#### • مندرج بالا حکمات میں مردو خواتین یکسان طور پر مشترک ہیں۔

• کنیت کسی ابیے شخص کی بھی ہو سکتی ہے جس کی اولاد نہیں ہو سکتی، اولاد نہ ہونا کنیت رکھنے سے مانع نہیں ہے۔

جیسے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ! میری تمام سیلیوں کی کنیت ہے، میری نہیں ہے! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اپنے بیٹی [جو کہ بھانجے تھے] عبد اللہ بن زبیر کے نام پر اپنی کنیت رکھ لو) تو انہیں ساری زندگی فوت ہونے تک "ام عبد اللہ" کی کنیت سے پکارا گیا۔ مسند احمد: (291/43) اس حدیث کو مسند احمد کے محققین نے صحیح قرار دیا ہے اور ابیانی نے اسے "سلسلۃ الصیحۃ" (132) میں صحیح قرار دیا ہے۔

#### • مرد یا عورت کی شادی کے بعد اور اولاد ہونے سے پہلے بھی کنیت رکھی جا سکتی ہے، اس میں کوئی مانع نہیں ہے۔

الف- جیسے کہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی کنیت ابو عبد الرحمن رکھ دی تھی قبل ازیں کہ ان کے ہاں کوئی اولاد ہو۔ اس روایت کو مام حاکم نے: (353/3) اسی طرح مام طبرانی نے "المجمع الکبیر" (9/65)، میں روایت کیا ہے اور بن جر رحمہ اللہ نے اسے "فتح الباری" (10/582) میں صحیح

قرار دیا ہے۔

ب- امام بخاری نے "الادب المفرد" میں ایک عنوان قائم کیا کہ: "باب ہے اولاد پیدا ہونے سے پہلے کنیت رکھنے کے بارے میں" ، پھر ابراہیم نجحی رحمہ اللہ کا قول ذکر کیا کہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے علقوہ رحمہ اللہ کی کنیت "ابو شل" رکھی تھی، حالانکہ ابھی ان کے ہاں اولاد نہیں ہوتی تھی۔ اس اثر کو شیخ ابوالباقی نے صحیح ادب المفرد: (848) میں صحیح قرار دیا ہے۔

• چھوٹے بچے کی شیر خواری کی عمر میں یا پیدا ہوتے ہی کنیت رکھنا جائز ہے چاہے بچہ ہو یا بچی۔

اہل علم نے چھوٹے بچوں کی کنیت رکھنے کے متعدد فوائد ذکر کیے ہیں، مثلاً: بچے کی شخصیت مضبوط ہوتی ہے، اور بچے کو برسے القابات سے نہیں پکارا جاتا، اسی طرح اس میں حسن فال بھی ہے کہ بچہ ان شاء اللہ زندہ بھی رہے گا اور اس کی اولاد بھی ہوگی۔

چھوٹے بچے کی کنیت رکھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث سے ثابت ہے۔

جیسے کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق سب لوگوں سے اچھا تھا، میرا ایک بھائی تھا جسے ابو عمیر کہتے تھے اور مجھے لختا ہے کہ ابھی اس نے دودھ پینا بھوڑا ہی تھا، تو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم آتے اور اسے دیکھتے تو فرمایا کرتے تھے: (ابو عمیر تمہارے غیر پرندے نے کیا کیا؟) ابو عمیر اس پرندے سے کھیا کرتے تھے۔ اس حدیث کو امام بخاری: (5850) اور مسلم: (2150) نے روایت کیا ہے۔

غیر: چڑیا جیسا پرندہ ہوتا ہے، کہا جاتا ہے کہ بلبل کو غیر کہتے ہیں۔

اس حدیث پر امام بخاری نے باب قائم کیا ہے کہ: "باب ہے بچے اور بڑے آدمی کی اولاد ہونے سے پہلے کنیت رکھنے کے بارے میں"

علامہ نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"اس حدیث میں متعدد فوائد ہیں: ان میں سے چند یہ ہیں کہ: لاولد شخص اور بچے کی کنیت رکھنا جائز ہے، یہ جھوٹ نہیں ہے۔" ختم شد "شرح مسلم" (129/14)

اسی طرح "الموسوعۃ الفقیہیۃ" (35، 170/35، 171) میں ہے کہ:

"علمائے کرام کہتے ہیں کہ: عرب بچوں کی کنیت حسن فال کے طور پر رکھتے تھے کہ بچہ بڑا ہو گا اور اس کی اولاد بھی ہوگی، نیز اس لیے بھی کنیت رکھتے تھے کہ بچے کو برسے القاب سے نہ پکارا جائے۔"

ابن عابدین رحمہ اللہ کہتے ہیں: اگر کوئی اپنے چھوٹے بچے کی کنیت ابو بجز وغیرہ رکھ تو کچھ لوگ اسے مکروہ سمجھتے ہیں، جبکہ اکثریت مکروہ نہیں سمجھتے؛ کیونکہ بچے کی کنیت رکھنے کا مقصد صرف اچھی فال لینا ہوتا ہے۔" ختم شد

ان ساری تفصیلات سے بالکل واضح ہو گیا کہ سوال میں مذکور چیز کا جواب یہ ہے کہ بچوں کی مناسب اور اچھی کنیت رکھنا، چاہے ابھی دودھ پی رہے ہوں جائز ہے چاہے بچہ ہو یا بچی، اور اگر کنیت صحابی یا صحابیہ والی ہو تو یہ بھی اچھی چیز ہے، بری بات نہیں ہے۔

واللہ اعلم